

صدیق حسن خان

۹۲۶۱

مرکز غم

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱

Accession No. ۲۲۹۹

Author: صاحب مکتبہ

Title

درت علم

This book should be returned on or before the date last marked below.

کُلْ نَفْسٍ اَوْ قَتْلِ

نیامد کسے در جهان کو ہماند
مگر آن کز و نامیکو بماند



مکتبہ عمومی خلیفۃ الدین صاحب الشفا علیہ السلام

کتاب میراثی صدر نظامت شفا نجات سکوت

گذرانیدہ

جامعۃ اہل حدیث بلدہ حیدرآباد وکن

مَطْبَعُ غَزِيَّةَ طَبْرِك

۳۲۹۹

۳۳۹۹

۳۳۹۹

۳۳۹۹

۳۳۹۹

فاتحہ و نکت طبع سلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Checked 1969.

رباعی

و آیا جو دین وہ مسموم ہوا جو کچھ سمجھے خلاف مفہوم ہوا
 سمجھے اتنا کہ کچھ نہ سمجھے افسوس معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَسْرَ سُوْلِهِ
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ؕ

مَا بَعْدَ اللّٰهِ شَائِدِ ذَاتِ پَاكِی لایقِ حمد و ثنا ہی۔ جس نے
 ب زنگ لانی کے مضمون کو ایک ہی جملہ میں ملے کر دیا۔ ایک آفرینش
 جس کو مبتدا کہتے ہیں۔ دوسری موت جسے اُس مبتدا کی خبر سمجھتے ہیں۔
 اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں درود اور سلام کہ اپنے ہم کو توحید کی

نعت نجفی۔ اور اتباع سنت کے فوائد تعلیم فرمائی۔ جو حسن خاتمہ کا ذریعہ ہیں۔

مقصود آفرینش

وسعتِ زمین جس کے مشاہدہ سے قدرتِ رب العالمین نظر آتی ہو اس لئے
 نہیں ہو کہ انسان اس کو اصلی قاست گاہ سمجھے اور اللہ کی یاد غفلت
 اختیار کرے بلکہ اس سطحِ زمین اور آفرینش سے ہی مقصود ہو کہ اس کا دل
 فانی کو ایک فرود گاہ یا مسافر خانہ بنائے اور اس مزرعہ آخرت سے ایسا
 زراہ بہم پہنچائے کہ اس کو اپنے وطنِ مدامی کے سفر میں کام آئے اور
 صالحہ کے تحایف اپنے لئے ذخیرہ کرے۔ اور دنیا کے پھندوں اور
 اندیشہ ناک مقاموں سے بچتا رہے اور جان لے کہ یہ عمر اس کو اس طرح
 لئے جاتی ہو جس طرح کشتی اپنے سواروں کو۔ اس دنیا میں سب لوگ
 مسافر ہیں ان کی بھلی منزل مہد ہو اور پھلی منزل لحد۔ عمر آدمی کی اس سفر کا
 فاصلہ ہے۔ زیت اک ماندگی کا وقفہ ہے یعنی آگے چلین گے و لم یك
 برس اس فاصلہ کے مرتلے ہیں۔ اور نہینے فرسنگ۔ اور دن میل ہیں۔
 اور سانس قدم۔ عبادت اس سفر کا سرمایہ ہو اور اوقات لیل و نہار اس
 اور شہوات و لذات اس راہ کے غارتگر اور راہزن۔ یہاں کا نفع ہی ہو

کہ مسلمانوں کو اللہ جل شانہ کے ساتھ خصوصیت کی قربت حاصل ہو۔ اور خواہ
یہ ہو کہ اُس کی رحمت سے دور جا پڑے۔ اس حالت میں جو شخص ایسا نہ
کی بھی غفلت کرتا ہی قیامت کے روز اتنا نقصان اٹھائیگا جس کا کوئی
اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اسی خطر عظیم اور امر ہولناک کے لئے اہل توفیق نے
لذات نفسانی اور شہوات جنسانی کو بالکل چھوڑا اور بقیہ عمر و انفاستما
کو غنیمت کبریٰ جانا ہے۔ یک قدم راہت بیدل از تو تا دامن خاک و
بر سر مرقگان چو اشک استادہ ہشیار باش و۔

انسان کی بدایت و نہایت

انسان کی زندگی کے تین حالتیں ہیں۔ طفولیت۔ شباب۔ اور بڑھاپا
اور ان تینوں مسمون میں جو حالت انسان کی رہتی ہے یہی ہے کہ لڑکپن تو
کھیل کود میں گزر جاتا ہے۔ شباب عیش و آرام میں۔ اور بڑھاپا حرص و ہوا
مرد چون پیر شود حرص جوان می گردد و اور چونکہ تکلیف شرعی کا تحمل ہونا
بھی انسان کے لئے ایک خاص فرض منصبی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عبادت
نے۔ یا پچھتا ہے۔ ملک الموت بان۔ عیال نفقہ و نان۔ اور شیطان بیان
سے مانسیہ ان ہلا از زندگانی شکل است و عیش کو تاہ چون برد از مرغ بکشت

پھر خوفِ عذابِ قبر و جوابِ نکیرین اور دغدغہِ حشر مزید بران
 ماغریبان را بنیرِ خاک ہم گزاشتند پُ صبحِ محشر می کنند فرا باد کز منزلِ برا
 با اینہمہ انجامِ کار ہنوز مبہم ہی کہ ایک طرف جنت کی تجلی آنکھوں میں چکا چوند
 لگا رہی ہو۔ اور دوسری جانب دوزخ کی حرارت نعل در آتش
 بنا رہی ہو جس سے انسان کندِ خوف در جانین پھنسا ہوا ہی کہ دیکھئے
 رحمت اور عذابِ الہی کس طرف کھینچ کر لیجائے۔ مگر جو لوگ کہ سعیدِ ازیلی
 ہیں اور رحمتِ الہی اُن کی دستگیر رہتی ہو۔ اُنکا بہر حال بیڑا پار ہو
 روشنِ لون کو بعد فنا بھی بہا رہی ہو جب بچھ گیا چراغ تو کہتے ہیں گل ہوا
 چلے جاتے ہیں لاکھوں آدمی ن رات دنیا

کھلار ہتا ہی دروازہ سدا شہرِ خموشان کا

اللہ تعالیٰ کے لئے جتنے صفات مخصوص ہیں اُن میں ایک صفت یہ بھی ہے
 کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیگا۔ اگر وہ خالقِ کون و مکان کوئی چیز اپنے مخلوق
 میں ایسی پیدا کرتا جو کبھی فنا پذیر نہ ہوتی تو لوگوں کے دلون میں صفتِ
 بقایِ الہی کی عظمت ہرگز جاگیر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ

جل شانہ نے ساری مخلوق پر مہریت بخشی اور فضیلتِ خاصہ ہی مگر چند روز
 زندگی کے بعد اُن بھی موت کے احکام دی جا رہی کروئے جو کل مخلوق پر
 ہر آنکہ زاد بنا چار بایش نوشیدہ ز جام و ہری کل من علیہا فان
 آدم علیہ السلام کو دیکھو کہ ہزار قسم کی زبان میں گفتگو کرتے تھے اور
 شجر و حجر اُن کے ساتھ بولتے تھے۔ تخم ریزی کے ساتھ ایک ہی دین
 کھیتی طیار ہو جاتی تھی۔ اُنکا ہاتھ آگ میں نہ جلتا تھا۔ ملائک کے سجدو
 تھے۔ ساری دنیا کے بنی آدم اُنہی کی نسل سے پیدا ہوئے۔ ہزار برس
 زندہ رہے مگر جب موت آئی گیارہ روز بیمار رہ کر رحلتہ فرمائے۔
 شعیث علیہ السلام کی حالت پر غور کرو۔ کعبہ کو مٹی پتھر سے اُنھوں نے
 ہی بنایا۔ نو سو بارہ برس زندہ رہے اور آخر رحلتہ فرمائے۔
 اور لیس علیہ السلام بنیمہ بھی تھے اور بادشاہ بھی مصر میں پیدا ہوئے۔
 حکمت اور علم نجوم و ریاضی وغیرہ اُنہی سے نکلا اُن کے عہد میں ایک سو اسی
 آباد ہوئے۔ تین سو پینتھ برس دنیا میں ہے۔ بالآخر روح مجرب و بکر آسمان پہنچے
 نوح علیہ السلام بعد ولادت چار سو برس کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ قوم
 کے ہاتھ سے بہت تکلیف اٹھائی۔ آخر بدو مالکی طوفان برپا ہوا۔

گیارہ مہینے سترہ دن تک کشتی میں رہے۔ ہزار برس زندہ رہے قوت
 میں فرق نہ آیا ایک بال تک سفید نہوا۔ اور بالآخر شربت مرگ نوش جان فرمایا۔
 ہود علیہ السلام نے اپنی امت کو ہدایت کی۔ راہ راست پر نہ آئے۔
 بد دعا کی قحط پڑا۔ ہوا کے تند چلی۔ سب ہلاک ہوئے۔ اور خود ڈیر ہو کر
 زندہ رہے۔ اور آخر مکہ معظمہ میں آکر رحلت فرمائی۔

صالح علیہ السلام اسم ہستی تھے۔ ننگے پاؤں پھرتے تھے۔ نہ گھر
 نہ در۔ مسجد میں جا پڑتے قوم شہود کے طرف بھیجے گئے۔ انھوں نے
 معجزہ طلب کیا۔ اُن کی دعا سے ناقہ پہاڑ سے نکلا۔ قوم ایمان نہ لائی۔
 ایک سخت آواز آسمان سے آئی جگر پھٹ گئے۔ سب مر گئے۔
 چار ہزار آدمی مسلمان ہوئے۔ بیش برس قوم میں رہے۔ دو سو بیس
 برس زندہ رہے۔ بالآخر مکہ معظمہ میں آکر رحلت فرمائے۔

ابراہیم علیہ السلام جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر البریہ
 فرمایا ہو اور قرآن مجید میں بھی جا بجا اُن کا ذکر خیر درج ہے۔ دیر سو برس
 میں بوڑھے ہوئے۔ جسم مبارک میں مشک کی خوشبو آتی تھی زبرد
 اُن سے بات کرتے اور ہاتھ ساتھ چلتے تھے۔ نرودم دودنے چھٹا

کی طرف سے سوادِ عراق کا حاکم تھا اون کو برہنہ تن ٹٹولہ پرس کی عمر میں
 آگ میں پھینک دیا۔ نار گلنار ہو گئی۔ چالیس دن اوسمیں رہے اور بالآخر
 دعوتِ اجل قبول فرما کر جہنم کے کھیت میں مدفون ہوئے۔

لوط علیہ السلام جو ابراہیم کے چچیرے بھائی تھے۔ شیں برقی قوم کو
 دعوت دیتے رہے۔ ان کے معجزہ سے بے ابر پانی آسمان سے
 برسا قوم ایمان نہ لائی۔ عذابِ الہی نازل ہوا۔ پانچ گانوں کو جس میں
 چار لاکھ آدمی تھے جبریل علیہ السلام نے بازو سے اکھیڑ کر اتنا اونچا
 اٹھایا کہ فرشتوں نے مرغون اور کتوں کی آواز سنی اور پھر اون کو
 زمین پر ٹپک دیا اور سواے لوط علیہ السلام اور اہل ایمان کے
 سب ہلاک ہو گئے۔ بالآخر جب موت آئی انکو بھی ساغرِ اجل پینا پڑا۔

اسحاق علیہ السلام بڑے حسین تھے۔ ایک سو اسی برس زندہ رہے
 اور آخر دنیا کو چھوڑ گئے۔ **یعقوب علیہ السلام** بڑے صابر اور
 شاکر تھے۔ خدا نے انکا امتحان لیا۔ بصارت جاتی رہی۔ ان کے
 معجزہ سے پہاڑ ہٹ گیا۔ مصر میں یوسف علیہ السلام کے پاس شہرہ بر
 رہے سواے چند انبیاء علیہم السلام یعنی نوحؑ و ہودؑ و صالحؑ

و کوطم و ایوبؑ و شعیبؑ و ابراہیمؑ و اسمعیلؑ و یعقوبؑ اور حضرت محمدؐ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب بنی اُن کی اولاد میں ہیں۔ ایک سو پچیس
برس زندہ رہنے۔ پھر بالآخر اس چنان فانی سے رخصت ہوئے۔

یوسفؑ علیہ السلام جب کہ رسول کریم صلعم نے کریم ابن الکریم ابن الکریم
فرمایا ہی حسن و جمال میں بے مثال تھے۔ آپ کے معجزہ سے سوکھا درخت
بار آور ہوا۔ خواب کی تعبیر میں نے نظیر تھے۔ ایک سو دس برس زندہ رہے
اور بالآخر راہی ملک عدم ہوئے۔ ایوبؑ علیہ السلام کا صبر اور شکر
بہت بڑھا ہوا تھا۔ اٹھارہ برس بیماری میں مبتلا رہے۔ سارے جسم میں
کیڑے پڑ گئے تھے اور سوائے بی بی کے سب نے اُن کی رفاقت چھوڑ دی
تھی۔ خدا نے چشمہ پیدا کیا۔ اُس میں غسل فرمایا۔ بھلے چنگے ہو گئے۔
بڑے مالدار تھے۔ پانسو غلام رکھتے تھے۔ اُن کے معجزہ سے سقف
بلا دیو اور معلق کھڑی ہو گئی۔ علی سبیل الاختلاف تہتر یا پچتر یا دوسو برس
زندہ رہے۔ آخر جاوہ پیمائے منزل عدم ہوئے۔ شعیبؑ علیہ السلام
ما بنیا تھے۔ اخیر عمر میں بصیر ہو گئے۔ ان کے معجزہ سے ریت مدین کی
دور تک ہٹ گئی۔ پتھر مانبا ہو گیا۔ جب پہاڑ کے نزدیک پہنچے پہاڑ جھٹکا

آپ اُس پر چڑھ جاتے۔ ایک سو چالیس برس زندہ رہے اور بالآخر سفر آخرت
 اختیار فرمائے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔
 قارون اُن کا چچا بھائی تھا۔ زکوۃ نہ دینے پر اُن کی بددعا سے زمین بن
 و حش گیا۔ نئے موسم برودنیل کو طغیانی آگئی۔ فرعون جو آپ کے پیچھے
 برقصہ ہلاکت لشکر لیکر دوڑا تھا اُس میں ڈوب کر مر گیا۔ ۱۲۰ برس
 زندہ رہے۔ آخر انتقال فرمایا۔ یونس علیہ السلام ۳۳ برس تک
 قوم کو دعوۃ دیتے رہے۔ اُن کے معجزہ سے پانی آگ سے نکلا۔
 مچھلی نے آپ کو نگل لیا تھا۔ پھر خدا کے حکم سے کنارہ پر اُگل دیا۔ کہو
 بیل آپ ہی کے واسطے پیدا ہوئی۔ بالآخر آغوش زندگی کو اپنے وجود
 سے خالی کر گئے۔ داؤد علیہ السلام بادشاہ جلیل القدر تھے بیت المقدس
 اُن کا دار السلطنت تھا۔ زبور جس کے ۱۵۰ صحیفے ہیں عبرانی زبان میں
 آپ پر اُتری۔ بڑے خوش الحان تھے۔ آپ کی اُمین سنے کے لئے
 جن وحش و طیر جمع ہو جاتے تھے۔ پانی بہنے سے اور ہوا چلنے سے
 رُک جاتی تھی۔ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔ ایک دن رُک
 رکھتے۔ ایک دن افطار کرتے تھے۔ آپ کی ۹۹ بی بی تھیں۔ ۴۰ برس

سلطنت کی۔ ایک سو برس اور چھ مہینے زندہ رہے۔ بالآخر رحلت فرما ہوئے۔
 سبمان اللہ آپ کے جنازہ پر چالیس ہزار لاہب سوا اور لوگوں کے تھے۔
 سلیمان علیہ السلام کو اقبال شانہ نے ایسی سلطنت بخشی جو کوئی نصیب
 نہ ہوئی۔ ساری زمین کے مالک ہو گئے۔ تیرہ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے۔
 بیت المقدس تعمیر فرمایا۔ تین سو بی بیان اور سات سو نوٹڈیان رکھتے تھے۔
 ابر اور ہوا اور جانور اور جن و پری سب پر ان کا حکم جاری تھا۔ سارے
 وحوش و طیور کی زبانیں سمجھتے تھے۔ ان کا تخت ہوا پر اڑتا تھا۔ ایک مہینے
 کی راہ صبح اور ایک مہینے کی راہ شام طے کرتا تھا۔ ہڈ آپ کے
 سر پر سایہ افکن رہتا تھا۔ بلقیس ملکہ قلمر و سیا آپ پر ایمان لائی۔
 نہر بباد رفتی سحر گاہ و شام ہر سیر سلیمان علیہ السلام ہر
 باختر نہ دیدی کہ برباد رفت ہر خنک آنکہ باد انش و داورفت ہر
 لقمان نام کے دو آدمی گزرے ہیں۔ ایک لقمان حکیم جو جہنمی تھے
 قبیلہ نوبہ سے اور دوسرا ہر برس زندہ رہے۔ اور داؤد علیہ السلام
 علم سیکھا۔ دوسرے لقمان بن ماد جو ساڑھے تین ہزار برس
 زندہ رہے۔ اور آخر آخرۃ کو سد عارے۔ نہ کر پیا علیہ السلام ہر

زندہ رہے۔ اور آخر انکو قوم نے اترہ سے چیر ڈالا۔ کچی علیہ السلام
 بڑے مطیع۔ خوب صورت۔ اور خوش آواز تھے۔ بیاد نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ
 اُن کو سید اور حضور فرماتا ہو۔ اُجب جو ایک بادشاہ کا نام ہوا اُس نے
 اپنے محبوبہ کی اغوا سے انکو شہید کیا۔ خون فوارہ کی طرح جوش زن
 ہو کر فضیل شہر تک پہنچا۔ اُن کے عوض ستر ہزار آدمی مارے گئے۔
 یحییٰ علیہ السلام بغیر باپ کے مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔
 آپ پر تیس برس مین وحی آئی۔ دس بار حضرت جبریل علیہ السلام اترے۔
 انجیل لائے۔ آپ خدا کے حکم سے مروہ کو زندہ کوئے کا معجزہ رکھتے تھے
 دریا پر چلے جاتے۔ قدم تر نہ ہوتے۔ قوم یہود نے جب آپ کے قتل کے
 لئے یورش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھالیا۔
 آخر زمانہ مین آسمان سے اترینگے۔ مہدی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہونگے۔
 دجال کو قتل کریں گے۔ شریعت اہل پکھینگے اور پیغمبر خدا صلعم کی پہلوی مبارک
 مین دفن ہونگے۔ خاتم النبیین شفیع الذنبین سید المرسلین
 حضرت بولہ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اظہر من الشمس ہے۔
 جن پر قرآن مجید نازل ہوا۔ کئی بار حضرت جبریل علیہ السلام بصورتِ صلی آپ کے

پاس آئے۔ معراج ہوا۔ جنت اور دوزخ کی سیر کی۔ پتھر اور جانوروں نے
 آپ کی رسالت پر شہادت دی۔ پشت مبارک پر مہر نبوہ تھی۔ آپ کی طلب پر
 اشجار چلے آتے تھے۔ جس گلی سے آپ گزرے تو خوشبو سے ہلک جاتی
 پسنا آپ کا غطر سے بڑھ کر تھا۔ چاند آپ کے اشارہ سے دو ٹکڑے
 ہو گیا۔ سترن خانہ نے آپ کے فراق میں گریہ و زاری کی۔ جس رات
 آپ عرصہ عدم سے ساحت وجود میں جلوہ گر ہوئے۔ ایک نور عظیم چل
 گیا۔ نوشیروان کا محل تزلزل میں آ گیا۔ بعد مراجعت معراج شریف کے
 کفار کی تکذیب پر اللہ جل شانہ نے نشانہ ہی کے لئے بیت المقدس کو
 آپ کے روبرو کر دیا۔ جب روزِ بدرشت خاک اٹھا کر کفار کی طرف بھینکی حکو
 سنگریزہ لگا فوراً مر گیا۔ غار میں چھپے عکبوت نے اسپر جالا بنا دیا
 اور کفار نہ پہچان سکے۔ بکری کے بچے نے آپ کے معجزہ سے دودھ دیا
 جانور آپ کی حضور میں اپنے مالکوں پر استغاثہ اور چارہ جوئی کرے۔
 جس طرح خدا کے حکم سے اپنے آئندہ کی خبر دی دیا ہی ظہور میں آیا۔
 چوبدستی سے اپنے بتوں کی طرف اشارہ کیا اور ندے مونہہ گر گئے۔
 غزوہ خندق میں آپ کے معجزہ سے ایک صاع جو میں ہزار آدمی کا پیٹ

بھگ گیا۔ آپ کی مبارک انگلیوں سے ہنر جاری ہوئی۔ ایک ہزار چار سو آدمی نے
 پانی پیا۔ لعابِ دہن مبارک سے چاہِ شور شیریں ہو جاتا۔ بہت سے لوگوں نے
 آپ کی دعا پر فوراً شفا پائی۔ آپ امی تھے مگر کتب خانہ چنڈلٹ بٹ
 آپ کی شانِ علم لدنی کی گواہ ہے۔ خلقِ عظیم رکھتے تھے۔ سرزمینِ عرب کو
 کفر و شرک سے پاک کر دیا۔ کفارِ قریش کے ہاتھ سے اشاعتِ توحید پر
 سخت تکلیف اٹھائی۔ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ مکہ معظمہ کو فتح فرمایا۔
 لوگ جوق جوق دینِ اسلام میں داخل ہوئے۔ صد ہا معجزات آپ سے
 ظہور میں آئے۔ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ ۶۳ برس تک
 سریرِ آرایِ اقلیمِ حیات رہے۔ ۲۳ برس تک تبلیغِ احکامِ رسالت فرمائی
 بالآخر سلمہ ہجری کی بارہویں ربیع الاولیٰ کو وفات پائی۔ مدینہ طیبہ میں
 کھرام مچ گیا۔ قیامت سے پہلے قیامت برپا ہو گئی۔ صحابہِ قرطاعہ سے
 بیہوش ہو گئے آپ کا دین مبارک جس میں خدا کے فضل سے ہم داخل
 آج تک روئے زمین پر جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگا۔

مخلفایِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کی حلیتہ

سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ برس تک

زندہ رہے اور دو سال تین مہینے بائیس روز تک خلافت فرماتے رہے آخر زہر دے کے
 ۷۰ جادوی الآخِرۃ کو بیمار ہوئے۔ پندرہ روز تک رنجور رہ کر ۲۲ جادوی الآخِرۃ
 سنہ مذکور میں رحلت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ برس
 زندہ رہے اور ۱۰ سال ۶ ماہ ۲۴ دن تک خلافت فرمائی۔ اور امور خلافت
 کو اس خوبی کے ساتھ سرانجام دیا کہ عراقین زور و روم زو شام زو ہند
 بہر جا کہ زو کو سلاسل سلام زو ہند آخر ابو لولؤ غلام مغیرہ نے آپ کی کمین
 خنجر مار کر زخمی کیا جس سے آپ نے شب پنجشنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ سنہ
 میں رحلت فرمائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۲ سال تک
 زندہ رہے اور بارہ سال تک تحت خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ اور
 بالآخر عین حالت تلاوت مصحف مجید میں جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ سنہ
 کو شہید ہوئے۔ جامہ خون آلودہ میں مدفون کر دئے گئے۔ حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعد دفن کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میرے اور عثمان کے درمیان
 جنت کی کیاری ہے۔ حضرت علی نے دستِ ماسف ملکہ فرمایا کاشش
 یہ حدیث مجھ کو حضرت عثمان کی زندگی میں پہنچتی تو میں انکو ملک شام میں

یجا کر دفن کر دیتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۶۳ سال تک زندہ رہا
 ۴ سال ۹ ماہ۔ ایک روز تک خلافت فرمائے بالآخر ابن ابی جہم
 تیغ مسموم سے آپ کی پیشانی پر زخم مارا۔ ۷ ابر رمضان ۴۰ روز
 یکشنبہ کو شہید ہوئے۔

اممہ اطہار کی رحلت

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۷۷ سال زندہ رہے آخر آپ کی
 بی بی نے باغوا سے جماعت معاویہ آپ کو زہر دیا ۵ ربیع الاول ۴۰
 میں رحلت فرما ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۶ سال
 ۵ ماہ تک زندہ رہے۔ مخالفوں نے آپ کو تیروں سے مارا سر
 تن سے جدا کیا۔ نعش مبارک گھوڑوں سے پامال کی جمعہ کے روز
 ۱۰ محرم ۴۰ کو سخت کرب اور تشنہ لہی کی حالت میں جام شہادت
 کمال استقلال کے ساتھ نوش جان فرمایا عبد اللہ بن زبیر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں شہید ہوئے۔ کئی جیتے تک سولی پر
 لٹکے رہے۔ ان کے سر کو کوچہ و بازار میں بھرا یا۔ حضرت امام زین العابدین
 نے ۵۸ سال تک زندہ رہ کر ۱۸ محرم ۹۰ میں وفات پائی۔

زید بن حسینؑ شہید و مصلوب ہوئے۔ اسی طرح حسن والدہ سیدہ فاطمہ
اور حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام باقر اور حضرت موسیٰ کاظم
اور جناب حسن عسکری اور ابراہیم بن زید بن حسینؑ شہید ہوئے ماعندکم
ینفد و ماعند اللہ باق۔

انتقالِ پیرِ ملان جناب نواب سید محمد صدیق الحسن خان مرحوم

درین چمن کہ بہارِ خوشنزان ہم آغوش است

زمانہ جام بدست و جوارہ بروش است

یون تو دنیا میں ہزار باعلا ایک دوسرے سے علم و فضل میں بڑھ کر ہو
ہیں مگر جو علما کہ خالصاً اللہ اعلاٰی کلمۃ اللہ اور اشاعتِ سنتِ رسول اللہ کریم
بہت کم نظر آتے ہیں اور جن کی ذات سے فی الجملہ کارخانہ دین آباد رہا ہے
اون کا فہش وجود بھی صفحہ روزگار سے مٹا جاتا ہے جو ایک علامتِ آثارِ حق
قیامت سے ہے۔ اب ہم اس واقعہ دروناک کو نہایت افسوس اور ملال
کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہا
جو ۱۹ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ میں بمقام بلدہ بریلی صدرِ آرای انجمن حیات
ہوئے تھے ۵۹ برس زندہ رہ کر ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ کو پنجشنبہ کے

دن ہجرت کے وقت اس دار فانی سے رخصت ہو کر شمع شبستان بجا ہوئے۔

انا لله وانا اليه راجعون

قصیدہ فیاض

<p>کہ بچوں صبح محشر دیر گلو دارم گریبان صدای صور دانم نغمہ ہا غنہ لیسان را سز و در باغ سبیل تہ کند زلف پریشان را بنا کا نہ نشاند آہن سر و گلستان را رسید آسیب آخزین چمن سب ز نخلان را پر پرواز بخت و چشم ہر تار و امان را بود ہمدوش این صبح وطن شام غریبان را کہ جز خون یختن کاری نباشد چشم گریان را بکام بخت آخر تلخے ایام دوران را بہ گلزار خبان بروند صدیق الحسن خان را گرفتہ آنچنان در دست ہفت قلم احسان را بہر جا کرد رائج یک قلم تفسیر قرآن را</p>	<p>میرا روز از من حالت قلب پریشان را تکلی کز خاک بر خیز و بگلزار سقر ماند نماند از بر ہی چیزیکہ ساز و دل حسد نزدیک کشتی با قامت موزون اگر داور بہا حسن گل رویان ہم آغوش خزان باشد فلک ہر چند بالا تر بود جولا نگاہم باشد خلد و دیدہ ہا تا ر شمع مہر چون خار درین ماتم لباس سرخ میدارم شہید آسا مرا از دست بیداد فلک صد مالہ ہا باشد و قای حور و فلکان را پریرفتند و از دنیا کسے امروز ہم سربرنمی تا بذاکراش احادیث پیہر شد بہ و درش سربہر شایع</p>
--	--

جهان سیراب شد از فیض تصنیفات او چندان
 بنور علم او شد طلعت جلال از جهان زایل
 زلس در جستجو می شد متاعان دیدار
 بود حرف سیاهش بیهضمون جان بخشی
 به تیردی خدا داد بلاغت نیت می کرد
 و جوش و گلستان تصوف چون گل تازه
 سماع خوبتر زین اهل عرفان رانمی باشد
 باین اخلاق و همت از کجا شد تا کجا و آتش
 ز نفس بر نیاید کار وین به نصیلت ها
 کلام فصیح چندان بود که مایه هیرت
 چو قمر دافرو از حسن عمل و محشر شنید
 بود صد مر جابر عاقبت اندیشه شوقم
 بدین اندوه و حرمانیکه می فیاض میدادم

نسج نقطه بایش قطره های ابر نیان را
 بداد خامه اش نخلت و دهر مهر و رخشان را
 قناعت پر نسا زد کاسه چشم حیران را
 که جاوید پرده ظلمات باشد آب حیوان را
 هجوم حاسدان اژدهایم نکته چینان را
 در یکنای سنت بود آتش بحر عرفان را
 سینه گلکش ترنم زیر سنت گوش ایان را
 رفیق خوب پیدا گشت در فروغ ضلوان را
 امارت را بلبش بود نسبت چون بتن جان را
 گره و حلق بند و عاشق نطق سخندان را
 بیاندازد در ناز چشم فرو و حصیان را
 رفیق را هفتی کرد با خود فضل حرم را
 پسران امروز از من حالت قلب پریشان را

بمنسب نامه ثواب مغفور و مبرور

صدیق بن حسن بن علی بن لطف الله بن عزیز الله بن لعنف علی

بن علی اصغر بن شید کبیر بن تاج الدین بن جلال رابع بن شید راجہ۔
 بن شید جلال ثالث بن حامد کبیر بن ناصر الدین محمود بن جلال الدین بخاری
 معروف بہ مخدوم جہانیاں جہان گشت بن احمد کبیر بن جلال اعظم گل سرخ۔
 بن علی موبد بن جعفر بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن علی شقر بن جعفر زکی
 بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر
 بن علی زین العابدین بن حسین سبط نبی بن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 الغرض نواب صاحب لیکر حضرت رسول اللہ صلعم تک ۳۳ نفوس ہوئے
 نبی علیہ السلام کے جناب امام علی نقی تک آٹھ امہ اہل بیت من جملہ امہ شانشہ
 اور جعفر زکی سے لیکر جناب مخدوم بلکہ جلال رابع تک اولیا و صلحا گزرے
 اور سید تاج الدین سے لیکر تاجہ امجد علی بن لطف اللہ اہل دولت ہوئے۔
 آپ کے دادا جو سید اولاد علیخان کے نام سے مشہور تھے سرکار حیدر آباد
 دکن سے نواب انور جنگ بہادر کا خطاب رکھتے تھے اور پانچ لاکھ روپے
 سالانہ کا علاقہ اور ہزار سوار و پیادہ کے افسر تھے۔ آپ کے نام مفتی محمد عوض
 ساکن بانس بریلی عالم و عارف باللہ قریش صحیح النسب اولاد خلیفہ سوم حضرت
 عثمان غنی سے تھے جن کو آصف الدولہ والی اودھ نذر دکھاتے تھے اور

اور آپ کے والد مولوی سید اولاد حسن رحمۃ اللہ علیہ بین جنھوں نے
 مولانا شاہ رفیع الدین اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہما سے
 علم حاصل کیا اور شاہ عبدالقادر صاحب سے موضح قرآن دیکھا۔ بڑے عالم
 باعمل تھے کلکتہ سے لاہور تک اور شمال سے دکن تک اکثر علماء اُن سے
 واقف ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کی نصیحتوں میں اتنا اثر رکھا تھا کہ دس ہزار
 آدمی سے زیادہ قنوج اور اطراف قنوج میں اُن کے ہاتھ پر اسلام دینا
 لائے اور ہزار ہا لوگ چوداوی ضلالت میں بھٹکتے پھرتے تھے شاہ راہ
 شریعت و اتباع سنت پر آگئے۔ ان بزرگوار کا ۱۲۵۵ھ میں انتقال ہو گیا
 ۱ سو ق نواب مرحوم پنج سال کے تھے۔

کیفیت و رو و نواب مرحوم بہ بھوپال

نواب صاحب ابتدا ۱۳ برس ۱۲۶۱ھ کو علیا خاں نواب سکندر بیگم
 رئیسہ بھوپال کے زمانہ میں وارد بھوپال ہوئے۔ منشی جمال الدین خان
 مدار المہام نے بنظر شرافت خاندانی و لیاقت ذاتی و فضیلت علمی کے
 اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا جن سے دو صاحبزادے اور
 ایک صاحبزادی موجود ہیں۔ بعد ازاں نواب صاحب ۱۲۸۵ھ میں حج کے لئے

روانہ ہوئے اور بعد جج کے ماہ فیحجہ میں قصد مدینہ منورہ فرمایا چنانچہ
 اقبال المدین کے صفحہ ۵۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”روضہ مبارک نظر
 پڑتے ہی ساری کلفت سفر دور ہو گئی۔ رباعی می آیم دی آدم از بارگاہ
 پیغام حرم بہ محترم پادشہیہ و مضمون رسالت آنکہ بر ما و شماست و عفو
 گنجینہ شفاعت رو سیہے۔“ سوائے اسکے نواب صاحب اپنے وصایا
 میں جس کتاب کا نام مقالۃ الفیضہ ہے صفحہ ۹۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”
 زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شمر برکات صوری و معنوی است و شک نیست
 کہ نفس زیارت مرقد معنبر و تربت مطہر جناب رسالت آب صلعم اشرف و اکرم
 زیارات است“ جب غرہ شعبان ۱۲۸۵ھ میں حضرت نواب شاہ جہانگیر
 صاحبہ ادام اللہ اقبالہا صدر نشین ریاست ہونین ۱۲۸۵ھ میں آبکا عقد نواب
 صاحب کے ساتھ ہوا۔ پہلے آپ کو نائب دوم ریاست مقرر فرما کر چالیس ہزار
 روپیہ سالانہ کی معاش مرحمت فرمائی۔ بعد ازاں جب بمنظور ری سرکار انگریزی
 خلعت فیل و اسپ و سلاح وغیرہ قیمتی وہ ہزار روپیہ اور خطاب و لقب نوابی
 اور جلد مرثبہ تعظیم و لوازم تکریم سرور بار عطا کئے گئے۔ اور جاگیر سابقہ میں
 پچھتر ہزار روپیہ سالانہ کا اضافہ ہوا۔ و صاحبزادوں کو بارہ ہزار روپیہ کی

اور صاحبزادی کو چھ ہزار روپیہ کی اور داماد کو تین ہزار روپیہ کی جاگیرات
بیگم صاحبہ نے مرحمت فرمائیں۔

نواب مغفور کی عبرت انگیز تحریر کا خلاصہ

ابکار المنن کے صفحہ ۸۰ میں نواب مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ ”مجھ کو اس بات کا
شہود ہو کہ وقفہ زندگی کا اس دارِ ناپائیدار میں بہت کم ہی۔ میں نے اپنی آنکھ
سے دیکھا ہے کہ ہزار ہا لوگ جو مجھ سے عمر میں کم تھے مر گئے اور جو لوگ میرے اقران
ہیں ان میں سے بھی بہت لوگ چل بسے۔ اور جو مجھ سے کلان سال تھے وہ بھی
باقی نہ رہے اور اس امت کی عمر درمیان ساٹھ ستر سال کے ٹھہری ہو اور تجاؤ
اس مقدار سے بہت کم لوگوں کو ہوتا ہو۔ بلکہ اطفال بنسبت جو انون کے اور جوان
بنسبت شیوخ کے زیادہ مرتے ہیں لہذا ان لوگوں کے حال و حال درمقال
پر تعجب آتا ہے جو صد ہا سال کا بندوبست واسطے حیاتِ فانی و انتظامِ خانہ داری کی
کرتے ہیں۔ اور کبھی ان کو موت یاد نہیں آتی۔ لوگوں کا مرنا بھی دیکھتے سنتے
ہیں مگر اپنا مرنا ان کو یقین نہیں ہو اگر یقین ہوتا تو نہ اتنا انہماک دنیا میں کرتے
نہ بالکل محو لہو و لعب و سیاحت و منکرات ہوتے بلکہ ان کے گناہ نیکوں سے
کم ہوتے اور یہہ اہل نجات میں داخل رہتے اگر اللہ چاہتا۔ لیکن شیطان نے

ہم کو اپنے دام غرور میں ایسا نہیں پھانسا ہے کہ ہم خواب غفلت سے جاگن
 ورنہ ہماری عبرت کے لئے صد آیات بینات ظاہر مہر موجود ہیں و لکھلکنا
 قبلہم من قرن ہل یحشئ منہم من احد او لسمع لہم رکرا
 سے این سطر جاوہ ہا کہ بصحرانوشۃ اند + یاران رفتہ از قلم پانوشۃ نڈ
 میرے باپ نے عمر چل سالہ میں اور میرے بڑے بھائی نے عمر سی سالہ میں
 وفات پائی اور میری دو خواہر اسی عمر کے لگ بھگ انتقال کر گئیں انا اللہ
 وانا الیہ راجعون ایک میں ہنوز باقی ہوں - میں نے اب عمر پنجاہ سالہ
 سے پنجسال کا تجاوز کیا ہے - معلوم نہیں کہ اب کتنے انفاس حیات مستعار کے
 باقی ہیں - کچھ بھی ہو نہ مانہ سفر آخرت کا سر پر آگیا اور کچھ ہاتھ سے نہ بنا
 سے کارے نہایت دو میدان گرفت صبح و ادھی چرل غخانہ برافسانہ سخیم
 میں اپنی اس پیری کو ہمراہ ان معاصی و ذنوب کے صبح کا فوج جانتا ہوں
 گو لوگ مجھ کو صدیق کہتے ہیں اس لئے کہ ہا سیاہی زمرورت و از روزفت ہا
 اللہم اجعل خیر عمری آخرہ آمین یا رب العالمین - اور کشف اللثام عن غربۃ السلام
 کے صفحہ ۸۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اب عمر میری پنجاہ سال سے تجاوز
 ہوئی پانچ سات سال اس پر اور گزر گئے معلوم نہیں کہ کس دم بیک اجل بنائیں

صدائی چیل سنائے۔ دارفانی سے طرف دارِ آخرت کے بلائے کیونکہ
 قومی نے جواب دیدیا ہی جو ارجح مصلحت ہر گئے بین دل بے اختیار ہی چاہتا ہے
 کہ اس حالت موجودہ سے بھی رہائی حاصل ہو کر بقیہ انفاس مستعار یاد خدا
 و شغل سنت و کتاب میں گزر جائیں اور حیس و بیص، ما و شما و حق و حق و حق
 زید و عمرو سے نجات ملکر شہادت کلمہ اخلاص و توحید پر غریب خانہ
 گور میں آرام ملے اور خلافِ مطنون اعدائے دین و دنیا عاقبت بالخیر و حسن
 خاتمہ نصیب ہو سو یہ کچھ اس ارحم الراحمین اکرم الاکرمین پر دشوار نہیں ہے
 گو ہماری نظیریں مشکل ہوے تو مگر از طرفِ رحمت خود نزدیک و دور نہ
 من از طرفِ خویش بنایت دورم و نواب صاحب بعد اس مقولہ کے
 کچھ تھوڑا زمانہ ہی زندہ رہے گویا اپنی عمر آخر ہونے کا سنبھال لیا
 ان کے دل پر ایک مکاشفہ ہو گیا تھا اور مرتے دم تک آپ کی یہی
 تساری کہ کلمہ معظمہ یا مدینہ طیبہ میں موت نصیب ہو چنانچہ اپنے وصایا کے
 صفحہ ۱۵۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”مراد ما در مردن آنست کہ مرگ در یکے از دو محترم
 پیش آید و اجل منخوم و قضای مبرم ہما بخار و می نماید“ مگر بھوای آیہ کریمہ و صائدی
 نفس بائی ارض فوت نواب صاحب کا انتقال بھوپال میں ہوا۔

وادایه عارفان
 مدد حق تعالی
 بود از این
 خاتم فیاض
 ای کمال
 علم شوم و کمال
 شکوه

رباعی

در کوئے قضا نہ رہگزرمی دامن - نے ستر قضا و نے قدر میدامن
 دامن کہ کس از قضا نیار و جستن - از ستر قضا ہمین قدر میدامن
 جب ہم اس بات کا تصور کرتے ہیں کہ نواب صاحب کی ذات سے ہم
 غمربائے اہل اسلام کو معاملات و مینہ میں کس قدر فیض پہنچتا تھا تو جگر
 پارہ پارہ ہوا جاتا ہی اور کچھ شک نہیں کہ نواب صاحب کی ذات سے
 خطہ بھوپال کی رونق ہی دوبالا ہو گئی تھی مگر جب موت کا سامنا ہوتا ہی
 تو سوائے گردن ڈال دینے کے کچھ بن نہیں آتا - حدیث شریف میں
 آیا ہی کہ موت تھم ہی مومن کا اسلئے کہ تحصیل سعادت کبریٰ و حصول
 درجات علیا اسی پر منحصر ہی - موت مومن کو نعیم ابدی تک پہنچاتی اور ایک
 گھر سے دوسرے گھر کو لیجاتی ہی - اگرچہ ظاہر میں مومن مضحل اور
 فانی ہی مگر حقیقت میں اسکا انتقال کر جانا گویا معاملہ ولادت ثانی ہی -
 موت ایک دروازہ ہی بہشت کا کہ جب تک اُس میں قدم نہ رکھیں
 میں نہیں جاسکتے یہاں تک کہ خدا کا دیدار بھی سکے بغیر نصیب نہیں ہوتا
 بے غنائے خود پستہ نیست دیدار شامی فروشد غویش را اول خریدار شام

پس نواب صاحب نے تو دنیا میں بھی اپنا کام کیا اور عاقبت میں بھی
 ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے ہی رہینگے۔ مگر ہمارے دلون پر اس گنج شایگان
 سنت کے خصوصاً اس عمیر زمانہ میں زیر زمین مدفون ہونے سے اس قدر
 صدمہ پہنچا ہو کہ ہسم اُسکا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے۔ افسوس جسکے جینے
 کی ہسم آرزو رکھتے تھے وہی اپنا صدمہ مفارقت دیکھنے کے لئے ہم کو
 زندہ چھوڑ گیا۔ جب ہماری یہ کیفیت ہو تو علی بناب کی کیا حالت ہوگی۔ انسان
 مصیبت کے وقت میں اپنے بچاؤ کے لئے کوئی ذریعہ ڈھونڈتا ہو مگر غم
 موت ایسی مصیبت ہو کہ جب تک صبر کو اپنا ذریعہ نہ گردانیں تسکین شکل ہو۔
 اللہ تعالیٰ نے ایمان کے دو حصے کئے ہیں آدھا صبر اور آدھا شکر
 اور صبر و شکر کو اس آیت میں جمع فرما دیا ہو اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ
 لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ اور جو آیات و احادیث صبر اور شکر کی فضیلت میں
 وارد ہوئی ہیں بجا اقدس بخوبی جانتی ہیں گزارش کرنے کی ضرورت نہیں۔
 لہذا ہم نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ عرض پرداز ہیں کہ جناب بھی صبر
 اختیار فرمائیں اور چونکہ جناب عالی ہی ہمارے لئے نواب مرحوم کی فیض
 کا ذریعہ ہیں ہمیں تہ دل سے امید ہو کہ نواب صاحب نے اشاعت دین کا

جو کام جس قدر باقی چھوڑا ہو خدا تعالیٰ اُس کو انجام دین اور آئندہ بھی اپنی الوہی
 اور عالی ہستی سے کارخانہ فیضان سنت بطرح جاری تھا ویسا ہی جاری رکھیں
 اور اپنے لئے ذخیرہ باقیات الصالحات کا گردانین کہ ہم شہنہ لبان دریائے
 بخت سیراب ہوں اور نواب صاحب کی روح مبارک عالم برزخ
 میں خوشنود ہو۔ خدائے تعالیٰ آپ کی عمر اور آپ کے
 اقبال میں برکت بخشے اور آپ کی دولت
 وعظمت کو حقیقی ذریعہٴ ثبات
 کا فرمائے

این دعا از من از جملہٴ پان آیین باد

یا مَدَدِ

تقریظ دل فکار سخنج عالی و قاریکہ تازمیدانِ حُسن
 شباز اوج بلاغت جناب مولوی سیف الحق صاحب
 دہلوی سلمہ اللہ الواہب المتخلص بایوب

اس میں شک نہیں کہ دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا صدمہ اور بڑے سے بڑا غم
 موت بڑھکر نہیں ہو اور عالم کی موت جس کے عالم کی موت کہا گیا ہو خاصکر اور بھی ناگوار
 صدمہ و غم ہو جس کا اثر بھی اتنا ہی وسیع ماننا چاہئے جتنا کہ عالم کی موت کا ہونا چاہئے
 مگر جب وہ موت بھی کسی معمولی عالم کی نہ ہو بلکہ ایک ایسے برگزیدہ عالم کی موت ہو جس کی دنیا
 کی تحقیق و تدقیق اور تمام مراتب فضیلت میں سارے عالم نے مان لیا ہو اور جس پر یہ یگانہ
 بلکہ ہزاروں عالموں نے نظر امتیاز ڈلی ہو تو یہ سمجھنا حقیقت میں قیاس عالم سے باہر ہو کر
 قدسی نفس کی وفات کو کسی حد اور کس مقدار تک قیامت خیز قرار پاسکتی ہو۔ افسوس۔
 صد افسوس ہزار افسوس۔ صدر ارا افسوس مولانا سید محمد صدیق الحسن خان بہاؤ محرم ہمارے
 زمانہ کے ایک ایسے ہی منتخب عالم عالم تھے اور اسے اور ان کی حادثہ مرگ جتنے جگر خراش ہو کم ہو۔
 اللہ انڈا ایسے شخص کی وفات اور پھر مولوی محمد فیاض الدین جیسے قادر الکلام کا بیٹا اور بیٹا
 یہ دلنشین وہ قیامت پر قیامت اور آفت پر آفت ہو کہ میرٹھ مانگے کی زبان در پرانی طبیعت
 کے زور سے بھی اس کے اظہار اثر میں قاصر ہوں۔ سوار اس کے اپنے حواس خمسہ کی
 انتشار کی تفسیر اس تاریخی رباعی میں کروں۔ خدا اُن کی منفرت فرمائے اعلان کہ
 جزائے خیر اور علیا حضرت بیگم صاحبہ کو تو فیض جبریل بخشے امین۔ خدا امین
 حررہ۔ محمد عبد الکرم

کتابخانه
مکتبہ اسلامیہ

طوطی نامی
 اس صبر پر ایک کیون جا رہے
 کس واسطے کہ تیری آواز خاموش
 کہ گویا سب اس کا ریب
 کہ تیرا دل ہے
 کہ تیرا دل ہے

